باری علیگ

امیر تیمور

[باری علیگ (۱۹۰۸ء - ۱۹۴۹ء) نے ترقی پسند ادیب اور صحافی کی حیثیت سے تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھا۔ مولانا غلام رسول مہر کے الفاظ میں باری نے "عملی زندگی کے بالکل ابتدائی دور ہی میں ایسی شہرت حاصل کر لی تھی جو اکثر ادیبوں کو پورا دورۂ حیات گزار چکنے کے بعد بھی کم تر ہی نصیب ہوتی ہے۔" باری کی اس شہرت میں اس کی تالیف "کمپنی کی حکومت" [طبع اول: ۱۹۳۷ء] کا بنیادی حصہ ہے۔ اس کتاب میں باری نے "کمپنی بہادر" کی تقریباً سو سالہ لوٹ کھسوٹ اور مظالم کی داستان بیان کی ہے جس سے اس کے استعماری کردار کو باسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

باری علیگ سے طبع زاد اور مترجمہ متعدّد چھوٹی بڑی کتابیں یادگار ہیں۔ وہ اپنی آخری زندگی میں تاریخ و تہذیب انسانی کے موضوع اپنے حاصل مطالعہ کو ایک جامع جائزے کی صورت میں مرتب کر رہا تھا مگر اس کی اچانک موت سے یہ کام نامکمل رہ گیا، تاہم باری کے کاغذات میں سے جو مسوّدات مل سکے انہیں مکتبہ کاروان، لاہور نے "اسلامی تاریخ و تہذیب" کے زیرِ عنوان شائع کر دیا تھا۔

باری علیگ نے ۱۹۴۱ء میں ایک مختصر کتابچہ "محمد عربی ﷺ" کے نام سے لکھا تھا۔ شاید اسی کے لگ بھگ باری نے اسلامی تہذیب و تاریخ پر لکھنا شروع کر دیا تھا۔ انہوں نے اس آخری تالیف میں اسلام کو "تاریخ عالم کے ایک حیرت انگیز اور اہم ترین باب" کی حیثیت سے دیکھا ہے۔ کتاب میں ایک مختصر باب "امیر تیمور" کے بارے میں ہے جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمان اہلِ علم کو تیمور کی زندگی اور کارناموں سے دلچسپی رہی ہے۔ متعدّد مقالات اور چند ایک سوانح عمریوں کے علاوہ امریکی مصنّف ہیرلڈ لیم کی تالیف کے تین ترجمے ملتے ہیں۔

باری علیگ نے زیرِ نظر مقالے میں Golden Hoard کا ترجمہ کبھی "زرّیں لشکر"، کبھی "طلائی لشکر" اور کبھی "سنہری لشکر" کیا ہے۔ یکسانیت کے لیے پورے مقالے میں ایک ترکیب "زریں لشکر" اختیار کی گئی ہے۔ مدیر]

تیمور کو معمولی سی ریاست بھی وراثت میں نہیں ملی تھی لیکن اس نے ایک بہت بڑی سلطنت

اور ایک اہم حکمران خاندان کی بنیاد ڈالی۔ وہ اپنے دارالحکومت سے اٹھارہ سو میل دور تاتاریوں کی شاخ "زرّیں لشکر" کے بادشاہ سے لڑتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ دلّی کی سلطنت اس کے حملے کی تاب نہیں لاسکتی۔ وہ انگورہ (انقرہ) میں بایزید سے ٹکراتا ہے۔ اس کی سلطنت کو پار کرنے کے لیے قافلوں اور مسافروں کو دو ہزار میل کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ تیمور نے عثمانیوں کی فتوحات کو تھوڑی دیر کے لیے روک دیا ہے۔ اس نے دلّی کی سلطنت کو کمزور کر کے اپنے خاندان کے ایک تقدیر آزما کے لیے ایک نئی سلطنت کی راہ پیدا کی۔ اس نے "زرّیں لشکر" کو شکست دے کر روسیوں کو موقع دیا کہ وہ تاتاری اقتدار سے آزادی حاصل کرلیں۔ ہم تیمور میں وہ تمام خوبیاں اور خامیاں پاتے ہیں جو اس پایہ کے کسی فاتح میں ہو سکتی ہیں۔ اس کا حکمِ قتل اور اذنِ عفو اس کی ذہنی کیفیت کا نتیجہ ہوتے۔ اس کے مظالم اور انعام اس کی مرضی کے تابع تھے۔ سمرقند کے جنوب میں صدیوں سے برلاس قبائل آباد تھے۔ یہ قبائل چغتائی خاندان کے حکمران کے تابع تھے۔ تیمور کا باپ برلاس کے ایک قبیلے کا سردار تھا۔ جب تیمور جوان ہوا تو اسے صحرا کی قبائلی لڑائیوں میں حصہ لینا پڑا۔ دس سال کے متواتر معرکوں کے بعد ۱۳۶۹ء میں تیمور نے سمرقند کو اپنی راج دھانی بنانا چاہا۔ تیموری دربار کو سمرقند میں لے جانے سے پہلے تیمور کے حکم سے شہر کو آراستہ کیا گیا۔ کئی ایک نئی عمارتیں کھڑی کی گئیں۔ شہر کے بڑے بڑے دروازوں سے مرکزی بازار تک پکی سڑکیں بنائی گئیں۔ ہرات سے آئے ہوئے یا لائے ہوئے کاریگروں، معماروں اور انجینئروں نے تیمور کی راج دھانی کی رونق بڑھا دی۔ تیمور نہ صرف سمرقند کا مالک تھا بلکہ اس کی سلطنت پانچ سو میل کی لمبائی پر پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اپنی سلطنت کو چاروں طرف بڑھانے کی فکر میں تھا۔ اس کے سامنے تاتاریوں کی تاریخ کے اوراق بکھرے پڑے تھے۔ اس کے ذہن میں چنگیز خان کی فتوحات کا پورا پورا نقشہ تھا۔ عالمگیر فتوحات کی تیاری میں "زرّیں لشکر" ایران، ہندوستان اور چین ایک ایک کر کے اس کی آنکھوں کے سامنے پھرنے لگے۔ اسی اثنا میں "زرّیں لشکر" کے تاتاری خان کا ایک قریبی شہزادہ جو کریمیا کا حاکم تھا، تیموری دربار میں پناہ لینے کے لیے آتا ہے۔ سرائے کے تاتاری خان سے لڑنے کا بہترین موقع ہاتھ آگیا۔

خان نے تیمور کے دربار میں ایک ایلچی بھیج کر شہزادہ توکتامیش کو واپس بھیج دینے کا مطالبہ کیا۔ تیمور نے خان کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا۔ سمرقند کے تیمور اور سرائے کے خان میں لڑائی یقینی ہو گئی۔ توکتامیش نے تیمور کی مدد سے دو مرتبہ خان کی سلطنت میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن ہر بار "زرّیں لشکر" سے شکست کھائی۔ اردس خان کے مرنے کے بعد توکتامیش سرائے کے تخت کا دعوے دار بن گیا۔ چنگیز خان کے سب سے بڑے بیٹے جوچی نے جنوبی روس کا بہت سا علاقہ فتح کیا تھا۔ چونکہ اس کے بیٹے باتو نے اپنے خیمے پر سنہری کپڑے ڈال کر اپنی شوکت کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس لیے تاتاریوں کی یہ شاخ "زرّیں لشکر" کہلاتی ہے۔ تیمور کے زمانے میں چین اور ایران کے تاتاری اپنی بدوی عادات

ترک کر چکے تھے۔ لیکن "زرّیں لشکر" کے تاتاریوں کو جنوبی روس کے میدانوں نے روایتی بدویت میں جکڑے رکھا۔ زرّیں لشکر کے خان کی راج دھانی سرائے میں تھی۔ توکتامیش اسی سرائے کے تخت کا دعوے دار تھا۔ زرّیں لشکر کے تاتاری اس زمانے کے روسیوں سے مہذب تھے۔ روسی شہزادے خانِ سرائے کو خراج اور تحائف بھیجتے۔ ماسکو کے روسی شہزادے دمتری نے زرّیں لشکر کی یلغار کو روک کر ماسکو کی چھوٹی ریاست کے مستقبل کو تبدیل کر دیا۔ سرائے کے تاتاری، تعلیم اور تہذیب میں ماسکو کے باشندوں سے بہت آگے تھے۔ مشرقی یورپ کا سیاسی توازن سرائے کے تاتاریوں کے ہاتھ میں تھا۔ تیمور کی مدد سے توکتامیش آندھی کی طرح بڑھا اور والگا کے کنارے پہنچ کر سرائے پر قابض ہو گیا۔ زرّیں لشکر کا خان بننے کے بعد توکتامیش نے روسی شہزادوں سے خراج مانگا۔ دمتری کی قیادت میں، دو سال پہلے یہ شہزادے خانِ سرائے کو شکست دے چکے تھے۔ وہ توکتامیش کو خاطر میں نہ لائے۔ شہروں اور قصبوں کو جلاتا ہوا زرّیں لشکر آگے بڑھا۔ ماسکو اس لشکر کو نہ روک سکا۔ ماسکو میں لوٹ مار مچانے کے بعد توکتامیش سرائے پہنچ گیا۔ روسی شہزادے خراج دینے لگے۔

توکتامیش نے اس بات کو بہت جلدی بھلا دیا کہ اس کی کامیابی میں تیمور کا ہاتھ تھا۔ اس نے کسی وجہ کے بغیر تیموری سلطنت پر حملہ کر دیا۔ جب توکتامیش اپنے لشکر سمیت سمرقند کے قریب پہنچا تو اس وقت تیمور بحیرۂ خزر کے کنارے پر لڑنے میں مصروف تھا۔ تیمور کو سمرقند پر توکتامیش کی یلغار کی اطلاع دی گئی۔ تیمور، حملہ آور سے پہلے سمرقند جا پہنچا، توکتامیش جس تیزی سے آیا تھا، اس تیزی سے جنوبی روس کے میدانوں کی طرف بھاگ نکلا۔ تیمور نے اس کا پیچھا کیا۔ وہ توکتامیش سلطنت کے مرکز میں پہنچ کر توکتامیش سے لڑنا چاہتا تھا۔ اس اقدام میں تیمور نے اپنی سلطنت کو داؤ پر لگا دیا۔ اٹھارہ ہفتوں میں اٹھارہ سو میل طے کرنے کے بعد تیمور کا توکتامیش کی فوج سے سامنا ہوا۔ دنیا کی سب سے بڑی دو گھڑسوار فوجوں کی اس لڑائی میں تیمور کی عسکری قابلیت نے توکتامیش کو بھگا دیا۔ تیموری فوج نے والگا کے دونوں طرف کی بستیوں کو خوب لوٹا۔ لوٹ مار کے بعد تیمور نے والگا کے کنارے سات دن عیش و عشرت میں بسر کیے۔ آٹھویں دن تیمور نے سمرقند کی راہ لی۔

تیمور کے واپس ہوتے ہی توکتامیش پھر "زرّیں لشکر" کا سردار اور سرائے کا خان تھا۔ تین سال بعد تیمور اور توکتامیش میں جو لڑائی ہوئی اس میں تیمور نے بڑی مشکل سے جان بچائی۔ تیمور نے "زرّیں لشکر" کے اقتدار کو ختم کر دیا۔ توکتامیش شمالی جنگلوں میں بھاگ نکلا۔ زرّیں لشکر کے بہت سے قبائل کریمیا، ایڈریانوپل اور ہنگری کی طرف چل دیے۔ چند قبائل تیمور کے ساتھ شامل ہو گئے۔ تیمور نے سرائے کی ساری آبادی کو سردی میں مرنے کے لیے شہر سے باہر نکال دیا۔ شہر کی چوبی عمارتیں چند گھنٹوں میں راکھ کا ڈھیر بن گئیں۔ استرخان اور اس کے باشندوں پر بھی یہی بیتی۔ تیموری لشکری ڈون کے کناروں کے ساتھ کوچ کرنے لگے۔ ماسکو نے خطرہ محسوس کیا۔ تیمور کے نزدیک ماسکو ایک سر راہ

بستی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا ہوگا۔ ڈون کے کناروں سے تیمور واپس ہوا۔ واپسی پر اس نے جوچی کے جانشینوں کی سلطنت کے کھنڈروں کو دیکھا۔

تیمور اگرچہ موت کے منہ سے بچ نکلا تھا لیکن موت اس کے دو بیٹوں کو اس سے چھین چکی تھی۔ جہانگیر بہت پہلے مر چکا تھا۔ جب اس کے دوسرے بیٹے عمر شیخ کے مرنے کی اسے اطلاع ملی تو تیمور نے کہا "خدا نے دیا تھا اس نے لے لیا۔" ان الفاظ کے بعد اس نے اپنی فوج کو سمرقند کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ کیا یہ ہزاروں باپوں کے لاکھوں بیٹوں کے قاتل پر اپنے بیٹے کی موت کا اثر تو نہیں تھا؟ سمرقند پہنچ کر تیمور نے اپنے بیٹے جہانگیر کے مقبرے کو بڑھا کر عمر شیخ کو وہیں دفن کیا۔ تیمور کی ہوسِ ملک گیری ابھی باقی تھی۔

شاہ ایران کی موت کے بعد اس کے دس بیٹوں نے بادشاہت کی الگ الگ دکانیں کھول لیں۔ تیمور اور ایران کے تعلقات اگرچہ دوستانہ تھے لیکن تیمور ایران کی سیاسی صورت حال سے فائدہ اٹھائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ ۱۳۸۶ء میں تیمور نے ایران پر ہلّہ بول دیا۔ اصفہان کی رونق خاک میں مل گئی۔ شیراز اور دوسرے شہروں نے تیمور کی اطاعت قبول کرلی۔ دو سال بعد تیمور وسطی ایشیا اور ایران کا مالک تھا۔ سمرقند میں تاتاریوں کا خان ایک محل میں زندگی بسر کرنے کے لیے زندہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ خان کی موجودگی میں تیمور "امیر تیمور گورگان" سے بڑا لقب اختیار نہ کر سکا۔ تیمور کی واپسی پر ایرانی شہزادوں میں پھر لڑائی ہونے لگی۔ شاہ منصور نے اصفہان اور شیراز پر قبضہ کرلیا۔ اس نے تیمور کے پہلے حملے میں اس کی اطاعت نہیں کی تھی۔ شاہ منصور کے سیاسی اقتدار کو تیمور نے اپنے خلاف بغاوت خیال کیا۔ ایران پر اس یلغار میں تیمور کو "شیخ الجبال" سے بھی لڑنا پڑا۔ شاہ منصور نے بڑی بہادری سے حملہ آور کا مقابلہ کیا۔ منصور نے دو مرتبہ تیمور پر وار کیا، لیکن تیمور بچ نکلا۔ ایک تیموری سپاہی نے آگے بڑھ کر شاہ منصور کا سر کاٹ لیا۔ شاہ رخ نے اسے تیمور کے گھوڑے کے قدموں میں ڈال دیا۔ ایران، تیمور کی جیب میں تھا۔ شیراز اور اصفہان کے سوداگروں، فاضلوں اور کاریگروں کو سمرقند کی رونق بڑھانے کے لیے تیمور کی راج دھانی میں پہنچا دیا گیا۔

تیمور کی یلغاروں نے مصر اور بغداد کے سلاطین کو اس کے خلاف متحدہ محاذ بنانے پر مجبور کر دیا۔ عثمانی سلطان یورپ کی فتوحات میں اس قدر مصروف تھا کہ وہ اتحادیوں میں شامل نہ ہو سکا۔ جب تیمور کو سلطان بغداد کی فوجی تیاریوں کی خبر ملی تو اس نے بغداد پر چڑھائی کر دی۔ یہ خبر سنتے ہی سلطان احمد دجلہ پار چلا گیا۔ تیموری سپاہیوں نے اس کا پیچھا کیا۔ سلطان دمشق میں داخل ہو چکا تھا۔ بغداد سے تاوان وصول کرنے کے بعد تیمور نے دمشق کی طرف کوچ کیا۔ تیموری فوج بغداد کے سارے نجومیوں اور معماروں کو اپنے ساتھ لے گئی۔ سلطان احمد دمشق سے ہوتا ہوا قاہرہ میں پناہ گزیں ہوگیا۔ تیمور نے سلطان مصر کو ایک خط لکھا۔ سلطان نے تیموری ایلچیوں کو قتل کروا دیا۔ تیموری تباہ کاری کو دعوت دی جا چکی

تھی، لیکن تیمور نے اچانک سمرقند کی راہ لی۔ دس سال تک تیمور اپنی راج دھانی کی رونق بڑھانے میں مصروف رہا۔ ہندوستان پر حملہ کے لیے تاتاری فوج تیار ہو گئی۔ ہندوکش پار کر لیا گیا۔ خیبر کی راہ سے تیمور ہندوستان میں داخل ہوا۔ (۱۳۹۸ء) دلّی کے سلطان کو شکست ہوئی۔ تاتاریوں نے دلّی کو دل کھول کر لوٹا۔ پھر وہی سمرقند، آٹھویں بار تیمور اپنی راج دھانی میں فاتحانہ انداز میں داخل ہو رہا تھا۔ ہندوستان کی فتح کی یادگار میں تیمور نے سمرقند میں ایک بہت بڑی مسجد بنوائی۔ سمرقند میں یار لوگ یہ افواہ اڑانے میں حق بجانب تھے کہ چونسٹھ سال کا تیمور اپنی باقی زندگی سمرقند کے محلوں اور باغوں میں گزار دے گا۔

تیمور کے مقرر کیے ہوئے حاکموں کو ایشیائے کوچک سے نکالا جا رہا تھا۔ سلطان احمد نے مصر کے مملوکوں کی مدد سے بغداد پر پھر قبضہ کر لیا تھا۔ تیمور تین مہینوں سے زیادہ سمرقند میں نہ رہ سکا۔ ۱۳۹۹ء میں تیمور اپنے لشکر سمیت مغربی ایشیا کی طرف چل دیا۔ تبریز کو اپنا فوجی اڈہ بنانے کے بعد تیمور آگے بڑھا۔ جارجیا کو پامال کرنے کے بعد تیمور نے ایشیائے کوچک کی راہ لی۔ سیواس تک اس کے سارے شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا۔ ایشیائے کوچک میں آگے بڑھنے کی جگہ وہ جنوب کی طرف مڑا اور شام میں داخل ہو گیا۔ تیمور نے جنوری ۱۴۰۱ء میں حلب کو فتح کرنے کے بعد دمشق کو آگ لگا دی۔ دمشق کی ایک مسجد کے گنبد نے تیمور کو بہت زیادہ متاثر کیا۔ اس کے حکم سے اس گنبد کا خاکہ اتارا گیا۔ تیمور نے سمرقند کی عمارتوں کو دمشقی طرز کے اس گنبد سے آراستہ کیا۔ تیمور کے جانشین اس گنبد کو ہندوستان میں لے گئے۔ تاج محل کا گنبد دمشقی گنبد کا چربہ ہے۔ روس کے گرجوں پر بھی اسی قسم کا گنبد دکھائی دیتا ہے۔ دمشق سے تیمور واپس ہوا۔ بغداد تباہ کر دیا گیا۔ اسی اثناء میں تیمور اور بایزید میں تلخ خط و کتابت ہو چکی تھی۔ بایزید اپنے ترکوں کے ساتھ اور تیمور اپنے تاتاریوں کے ہمراہ ایشیائے کوچک میں بڑھا۔ انگورہ (انقرہ) میں تاتاریوں اور ترکوں میں تصادم ہوا۔ بایزید شکست کھا کر گرفتار ہوا۔ یورپ کا فاتح، ایشیا کے فاتح کا مقابلہ نہ کر سکا۔ شکست خوردہ بایزید کا رنج بڑھانے کے لیے تیمور نے جشن کے موقع پر بایزید کو اپنے پہلو میں جگہ دی۔ عثمانی فوج نے بھاگ کر یورپ میں پناہ لی۔ جب تیمور نے عثمانی فوج کا پیچھا کرنے کے لیے قسطنطنیہ کے بازنطینی شہنشاہ سے اس کا سمندری بیڑہ مانگا تو اس نے انکار کر دیا۔ ایک تاتاری بھی یورپ کے ساحل تک نہ پہنچ سکا۔ حالانکہ ایشیائے کوچک میں ایک عثمانی سپاہی بھی نہیں رہا تھا، تیمور یورپ کے دروازے پر کھڑا سوچ رہا تھا۔

انگلستان کے ہنری چہارم نے تیمور کو "مبارک باد" بھیجی۔ فرانس کے چارلس ششم نے اسے تحائف پیش کیے۔ کسٹائل کے ہنری سوم نے تیمور کے دربار میں ایلچی بھیجے۔ تیمور جس تیزی سے آیا تھا اسی تیزی سے سمرقند جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اب اس کے دربار میں بیس حکومتوں کے سفیر تھے۔ گوبی کے سفیر سے وہ چین کے حالات سنتا۔ وہ اپنے آباء و اجداد کے صحرائی مسکن کو پار کر کے

چین پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ دو لاکھ سپاہی دیوار چین کو توڑنے کے لیے نکل پڑے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد تیمور رک گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا، سمرقند کے بڑے بڑے گنبد اور اونچے اونچے مینار آنکھ سے اوجھل ہو چکے تھے۔ سرد ہوائیں تند اور تیز ہو رہی تھیں۔ سردی بڑھ رہی تھی۔ برف گرنے لگی۔ چاروں طرف سفیدی ہی سفیدی۔ سپاہی اور گھوڑے مرنے لگے۔ لیکن تیمور بڑھتا چلا گیا۔ وہ اترار میں خیمہ زن ہوا، تاکہ بہار کا موسم شروع ہوتے ہی وہ اپنا کوچ جاری کر سکے۔ تیمور کا فوجی کوچ اگرچہ باقی تھا، لیکن اس کا اپنا سفر ختم ہو چکا تھا۔ "میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ شاہ رخ کو دوبارہ دیکھ سکوں .... یہ ناممکن ہے۔" تیمور کے آخری الفاظ تھے۔ مرنے سے پہلے اس نے جہانگیر کے بیٹے پیر محمد کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ شاہ رخ خراسان میں اور پیر محمد ہندوستان میں تھا۔ تیمور کی وصیت کے مطابق فوج دیوار چین کی طرف بڑھنا چاہتی تھی کہ تیمور کی جانشینی پر تیموری جرنیلوں میں اختلاف ہونے لگا۔ تیمور کی موت کے ساتھ ہی اس کی سلطنت بھی ختم ہو گئی۔ عثمانی ترک اگرچہ تیمور کے ہاتھوں شکست کھا چکے تھے لیکن وہ جلد سنبھل گئے۔